آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایچ ایس ایس سی، سال دوم، مئی 2018 پرچہ اِسلامیات کے ای مارکنگ نکات

تعارف:

یہ دستاویز (HSSC-II) اسلامیات کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے مرتّب کی گئی ہے۔ اِس میں بارھویں جماعت کے امتحانات سے ملنے والے طلبہ کے جوابات پر تاثرات شامل ہیں جو طلبہ کی خوبیوں اور کمزوریوں کو اُجاگر کرتے ہوئے جوابات کے معیار کی نشان دہی کرتے ہیں۔

اساتذہ اور طلبہ کو اس بات سے واقف ہونا چاہیے کہ ممتحن تعلیمی نصاب کے حوالے سے سوال اس طریقے سے پوچھ سکتا ہے جس میں امیدوار کو نصابی تعلیم کے دوران فراہم کی جانے والی معلومات، فہم اور مہارتوں پر مبنی جواب دینا ہوتے ہیں۔ امیدوار کو اس بات کی آگہی ہونی چاہیے کہ وہ جواب تحریر کرتے وقت سوال کے کل نمبرات اور دی گئی خالی سطور کو مدِ نظر رکھے۔ ایک طویل مگر غیر متعلقہ جواب زیادہ نمبروں میں اضافے کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ سوالات حل کرنے کے لیے مطلوبہ وقت میں کمی واقع ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔

امیدواروں کو آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ کے سلیبس میں دیے گئے کلماتِ امریہ (command words) سے واقفیت ہونی چاہیے جو عام طور پر امتحانی سوالات میں استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم یہ لازمی نہیں کہ امتحان کا ہر سوال کسی کلمۂ امریہ سے شروع ہو۔ مثلاً سوالات "کیوں"، "کیسے" یا "کس حد تک" جیسے الفاظ استعمال کر کے بھی پوچھے جا سکتے ہیں۔

ای۔مارکنگ نوٹس:

اس رپورٹ میں طالبِ علموں کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طالبِ علموں کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توجیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات سے متعلق ہیں جن کی ایک ایک یا دو دو مثالیں یہاں بطور نمونہ دی گئی ہیں۔

ایچ ایس ایس سی II (بارھویں جماعت) کا اسلامیات لازمی پیپر II چھے سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر 1 کے دو جُزو (الف اور ب) ہیں جو نصاب میں شامل قرآن کے حصے سے لیے گئے ہیں۔ سوال نمبر 2 (جو کہ احادیث پر مشتمل ہے) کے بھی دو جُز (الف اور ب) ہیں۔ سوال نمبر 3 اور 4 موضوعاتی مطالعے سے لیے گئے ہیں اور سوال نمبر 5 مسلم ثقافتوں سے لیا گیا ہے۔ جبکہ سوال نمبر 6 ERQ یعنی تفصیلی جواب کا سوال ہے۔ اس پرچے میں CRQs اور ERQs کے ذریعے طلبہ کی صلاحیت بھی جانچی جاتی ہے۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1(الف)۔
قرآن مجید میں اسمائے قرآن کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں سے کوئی **تین** نام تحریر کیجیے نیز اُن کے معنی بتائیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے جوابات صاف اور واضح انداز میں تحریر کیے۔اسمائے قرآن لکھنے کے ساتھ اُن کے معنی بھی تحریر کیے گئے۔ مثلاً طلبہ نے لکھا کہ:

المهيمن (نگہبان)،**الحديث** (خبر)،**العزيز** (عزت و مرتبے والی کتاب)،**الفرقان** (حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب)،**الامام**
(راہنما/رہبر)۔

ایسے جوابات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ طلبانے سوال کو سمجھا اور اس کے مطابق واضح جواب تحریر کیا ہے۔یہاں ایک حوالہ بطورِ مثال سپردِ قرطاس کیا جاتا ہے۔

مثال:

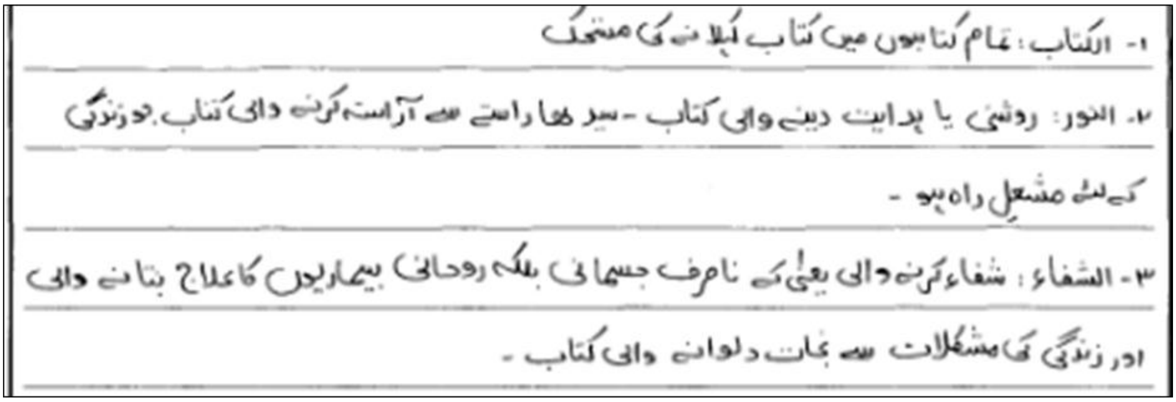
۱- الکتاب: تمام کتابوں میں کتاب کہلانے کی مستحق
۲- النور: روشنی یا ہدایت دینے والی کتاب -سیدھا راستے سے آراستہ کرنے والی کتاب جو زندگی کے لئے مشعلِ راہ ہو -
۳- الشفاء: شفاء کرنے والی یعنی کہ نا صرف جسمانی بلکہ روحانی بیماریوں کا علاج بتانے والی اور زندگی کی مشکلات سے نجات دلوانے والی کتاب -

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ نے اصل جواب سے بالکل ہٹ کر جوابات تحریر کیے جو سوال کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے طلبہ نے قرآن مجید کے ناموں کے معنی لکھے، یا اگر نام لکھے تو وہ قرآن مجید کے نہیں تھے۔ کوئی نکتہ بھی درست تحریر نہیں کیا گیا۔مثلاً :

الرضوان،**مالك**،**كراماً كاتبين**،**الشمس**،وغیرہ اس طرح کے نکات تحریر کر کے جواب مکمل کیے گئے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ طلبہ اسمائے قرآن سے بالکل ناواقف ہیں۔

مثال:

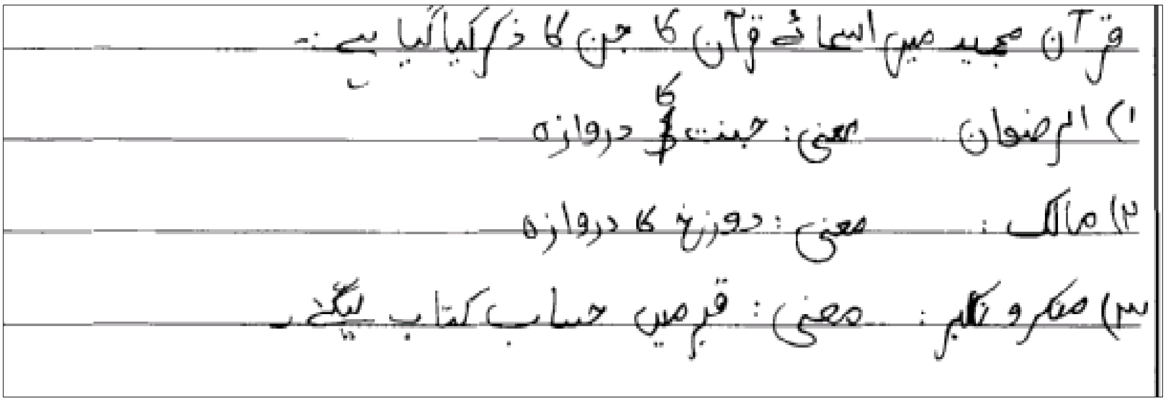
قرآن مجید میں اسمائے قرآن کا جن کا ذکر کیا گیا ہے۔
۱) الرضوان معنی: جنت کا دروازہ
۲) مالک : معنی: دوزخ کا دروازہ
۳) منکر و نکیر : معنی: قبر میں حساب کتاب لینے

سوال نمبر1(ب)۔

قرآن مجید 'ایک جامع کتاب' ہے۔ **تین** نکات میں وضاحت کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے اس سوال کو بہ خوبی سمجھا اور اپنی معلومات کی روشنی میں وہ تمام باتیں مکمل اور صحیح انداز میں تحریر کیں جو اس سوال میں پوچھی گئی ہیں۔ ہر نکتہ سوال کے عین مطابق تحریر کیا۔ اکثر طلبہ نے قرآن مجید کو آخری اور عالمگیر کتاب تحریر کیا اور اس کی جامعیت اور اس میں دی گئی تعلیمات کو واضح کرتے ہوئے بہترین نکات تحریر کیے۔ مثلاً طلبہ نے لکھا کہ:

- قرآن کریم تمام انسانوں کے لیے ہدایت نامہ ہے۔
- اللہ تعالی نے قرآن کریم کو 'ھدی للناس' کہا ہے یعنی قرآن نہ صرف مسلمانوں کیلئے ہدایت ہے بلکہ تمام انسانوں کیلئے ہدایت ہے ۔
- گزشتہ تمام الہامی کتب کے احکامات وقتی اور مخصوص علاقوں کے لئے ہوتی تھیں، لیکن قرآن مجید کی تعلیمات ابدی، تمام انسانوں کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے۔
- قرآن مجید زندگی کے تمام شعبوں کے لئے ہدایت ہے، مثلاً حلال و حرام، عقائد، عبادات، تجارت، سیاست، معیشت، معاشرت ، کھیل، آدابِ زندگی، اخلاق اور سائنس کے تمام پہلوؤں کی طرف نشان دہی اور راہنمائی کرتا ہے۔

مثال:

① گذشتہ تمام شریعتیں وقتی تھیں اور اپنے زمانے کے حساب سے تھیں۔ اسلئے ان میں تعلیمات بھی
ان زمانوں کے مطابق تھیں۔ مثلاً توریت میں جرم کی سزا دینے کا حکم دیا گیا اور انجیل میں حکم ہوا ہے اگر کوئی
ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو۔ لیکن قرآن مجید نے گذشتہ سب تعلیمات کو
جمع کر کے حکم دیا (مفہوم) جس کسی نے غلطی کی ہے اتنی ہی سزا دو لیکن اگر اصلاح کے مقصد سے معاف کر
دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ یعنی قرآن گذشتہ تعلیمات کو جمع کر کے جامع اور فصیح و بلیغ انداز
میں پیش کرتا ہے۔

② گذشتہ شریعتوں میں سب باتیں موجود نہ تھیں۔ مثلاً زبور میں صرف مناجات ہیں۔
کسی میں صرف عقائد تھے۔ کسی کتاب میں صرف اخلاقی اقدار بیان ہوئیں۔
لیکن قرآن مجید میں معاشی، عقائد، اخلاق، گذشتہ امتوں کے واقعات وغیرہ سب کچھ جمع ہے۔

③ قرآن مجید سے ہمیں ہر شعبۂ زندگی میں ہدایت ملتی ہے۔ مثلاً قرآن کسب حلال کی طرف
رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن ہمیں معاشی نظام کے متعلق سمجھاتا ہے۔ اسی طرح قرآن ہمیں
سائنسی علوم سے بھی آگاہ کرتا ہے مثلاً قرآن بتاتا ہے کہ سورج اور چاند اپنے اپنے مدار
میں گھوم رہے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں سورت حدید کی آیت 26 میں سب سے زیادہ لوہے کا ذکر ہے۔
اور سائنس آج چودہ سو سال بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ لوہے کا
Atomic number 26 ہے۔

غرض ہم جس پہلو سے بھی دیکھ لیں، قرآن کریم ایک جامع کتاب ہے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کچھ تعداد ایسی بھی تھی جو سوال کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکی اور انہوں نے صرف خانہ پوری کے لئے ایسے نکات لکھے جن کا پوچھے گئے سوال سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مثلاً:

- قرآن پاک میں زندگی ہے۔
- قرآن سب کے لئے ضروری ہے۔
- قرآن سب کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔

مثال:

(1) پچھلی الہامی کتابوں میں ایک مخصوص عنوان یا موضوع بیان کیا ہوا تھا۔
قرآن پاک میں زندگی سے متعلق ہر شعبے کا علم دیا گیا ہے۔ اسیاسی، معاشی، معاشرتی
(2) قرآن پاک ہمیں زندگی گزارنے اور آپس میں میل جول اور بات کرنے کا طریقہ
بیان کرتا ہے گویا یہ بہترین دنیا اور دین لیکر چلنا سکھاتا ہے۔
(3) قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے اور اسکے بعد کوئی دین اور کتاب نہیں
آئے گی۔ قرآن سب کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے اور اسکی تعلیمات کامل ہیں۔

سوال نمبر2(الف)

لفظ حدیث کے معنی و مفہوم بیان کیجیے نیز دین اسلام میں حدیث کی اہمیت کو دو نکات میں واضح کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے اپنے جوابات حدیث کے مطابق سوال کو بخوبی سمجھ کر تحریر کیے۔ ایسے جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ نے حدیث کی اہمیت کو سمجھا اور حدیث سے متعلق معلومات کو استعمال کرتے ہوئے معیاری جواب تحریر کیا۔

مثلاً:

- لفظ حدیث "حدث" سے نکلا ہے جس کے معنی خبر کے ہیں۔
- اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ کا قول، فعل، اور تقریر / سکوت حدیث کہلاتا ہے۔
- قرآن حدیث کے بغیر سمجھا نہیں جا سکتا۔ جیسے "صلوٰۃ" کا ذکر قرآن میں جگہ جگہ ہے لیکن اس کا طریقہ ہمیں حضور کے عمل سے ہی پتہ چلے گا۔
- اسی طرح قرآن میں جگہ جگہ "حج" اور "زکوٰۃ" کا ذکر آیا ہے لیکن اس کا طریقہ ہمیں حدیث کے ذریعے ہی معلوم ہوتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ہمارے لئے مشعل راہ اور ہدایت کا ذریعہ ہیں۔

مثال:

حدیث کے معنی بات چیت کرنے کے ہیں۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول ﷺ
نے جو تین اقسام بیان کی ہیں قولی، فعلی اور تقریری ہیں جس پہ رسول ﷺ نے عمل کر کے بیان کیا۔
حدیث کی اہمیت یہ ہیں کہ :- 1) حدیث کے ذریعے ہم اپنی زندگی میں بہت
سی اچھی باتیں اپنا سکتے ہیں اور اس کے ذریعے برائی سے دور رہیں گے اور اس سے
آخرت بھی سنوار سکتی ہے۔ 2) حدیث میں نے اللہ اور اس کی اطاعت کے رسول کی اطاعت
کی اور جس سے ہم رسول کی پیروی کریں اور ان کے بتائے ہوئے راستے پہ چلیں گے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

بعض طلبہ کے جوابات پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ حدیث کی اہمیت سے بالکل ناواقف ہیں۔ مثلاً لکھا گیا کہ:

- حدیث کے معنی پیغام کے ہیں۔
- آپ ﷺ پر جو پیغام جبرائیل کے ذریعے آتا تھا آپ اسے اپنے الفاظ میں لوگوں تک پہنچادیا کرتے تھے۔
- حدیث کے ذریعے ہمیں سنت کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔
- حدیث کے ذریعے ہم خدا کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔

مثال1:

حدیث کا لفظ حدث سے نکلا ہے جس کی معنی ہیں پیغام جو اللہ نے
رسول ﷺ کو جبرئیل ؑ کے ذریعے پہنچاتے تھے اور آپ انہیں اپنے انداز میں
اور الفاظ میں لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ حدیث کی یہ اہمیت ہیں کہ
۱۔ حدیث کے ذریعے ہمیں اسلامی سنت کے بارے میں پتا چلا۔
۲۔ حدیث کے ذریعے ہمیں عبادت کا اور خدا کے نزدیک پہنچنے کا طریقہ
پتا چلا ہیں اور جس کے ذریعے ہم گناہ سے دور رہ سکیں۔

مثال2:

حدیث : آپ ﷺ کے بیان کیے گئے یا فرمائے گئے الفاظ کو حدیث
کہتے ہیں۔
اسلام میں حدیث کو بہت اہمیت دی گئی ہے حدیث کے ذریعے
لوگوں کو آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور صحیح اور غلط کا معلوم ہو سکتا
ہے۔ حدیث انسان کو اچھائی کی طرف لے جاتی ہے۔ جیسے "صفائی نصف
ایمان ہے" "ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے"۔

سوال نمبر 2(ب)

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ۔ (حدیث نمبر 7)

درج بالا حدیث میں ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جو چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں ان میں سے دو تحریر کیجئے۔ نیز یہ بتایئے کہ یہ چیزیں کیوں حرام قرار دی گئی ہیں۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

زیادہ تر طلبہ نے اس سوال کے جوابات سوال کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے تحریر کیے جن سے طلبہ کی معلومات کی عکاسی ہوتی ہے۔ جوابات مفصّل تحریر کیے گئے۔ جوابات کا متن عمدہ اور سوال کے عین مطابق ہے۔ حدیث کے خاص خاص نکات تحریر کیے گئے۔ مثلاً طلبہ نے لکھا کہ :

- ایک مسلمان کا خون اور مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔
- بعض طلبہ نے حدیث میں دی گئیں تینوں چیزوں کو واضح کیا۔ مثلاً: خون، مال اور عزت۔
- اسلام امن و سلامتی کا دین ہے، اگر معاشرے میں خون ریزی عام ہو گی، قانون کی پاسداری نہیں ہو گی تو معاشرہ پستی کی جانب گامزن ہو جائے گا۔
- خون، مال اور عزت، یہ چیزیں حرام ہی اس لئے قرار دی گئی ہیں تاکہ معاشرے میں امن و سکون کی فضا قائم ہو۔
- کسی کا مال کھانا اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ جیسے اللہ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے کہ "باطل طریقے سے مال مت کھاؤ۔" اگر لوگ ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طریقے سے کھائیں گے تو معاشرے میں حق دار کو حق نہیں ملے گا۔
- معاشرے سے اگر عزت ختم ہو جائے تو شرفِ انسانیت ختم ہو جائے۔ اللہ نے انسان کو تکریم دی ہے۔ تمام انسانیت عزت کی مستحق ہے۔

مثال:

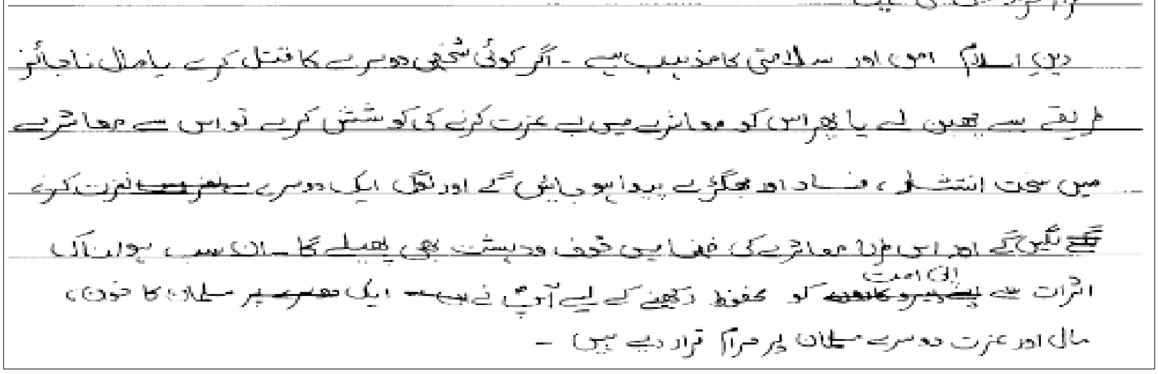
درج بالا حدیث میں ایک مسلمان کا ① خون ② مال اور ③ عزت دوسرے مسلمان پر
حرام قرار دی گئی ہیں۔
دینِ اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے کا قتل کرے یا مال ناجائز
طریقے سے چھین لے یا پھر اس کو معاشرے میں بے عزت کرنے کی کوشش کرے تو اس سے معاشرے
میں سخت انتشار، فساد اور جھگڑے پیدا ہو جائیں گے اور لوگ ایک دوسرے سے نفرت کرنے
لگیں گے اور ایسے معاشرے کی فضا میں خوف و دہشت بھی پھیلے گا۔ ان سب ہولناک
اثرات سے امت کو محفوظ رکھنے کے لیے آپؐ نے ایک مسلمان کا خون،
مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام قرار دیے ہیں۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد کے جوابات کمزور جوابات کی مثالیں اس بنا پر قرار پائیں کہ اُن میں طلبہ نے سوال کو سمجھے بغیر جوابات تحریر کیے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طلبہ نے عربی عبارت کو سمجھا نہیں۔ مثلاً لکھا گیا کہ

- آپ ﷺ کے حکم کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیا جاتا تھا۔

بعض طلبہ نے تو ایک نکات میں ہی جواب لکھ دیا جیسے:

- جو چیز اپنے لیے پسند کرے وہ ہی اپنے دوسرے بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔
- جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہیں ہو گا۔

اس طرح کے نکات لکھے گئے جو سوال کے جواب سے تعلق نہیں رکھتے۔

مثال:

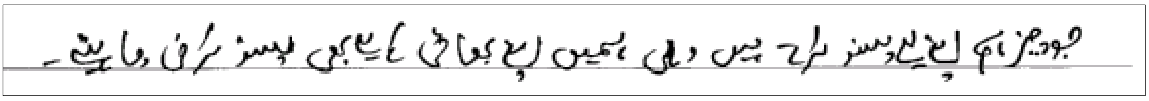
جو چیز ہم اپنے لیے پسند کرتے ہیں ویسی ہمیں اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرنی چاہیے۔

سوال نمبر 3۔

i ۔ قرآنِ مجید کی وہ کون سی سورت / آیت ہے جس میں اُس رات کا ذکر ہے جس کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں یعنی 21، 23، 25، 27، 29 ویں شب میں تلاش کرنے کا حکم ہے۔

ii ۔ اُس میں بیان کی گئی شب کی فضیلت **تین** نکات میں اُجاگر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے سوال کو بخوبی سمجھا اور اپنی معلومات کے مطابق عمدہ جوابات تحریر کیے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ کی موضوع سے متعلق بہتر تفہیم ہے اور شب قدر سے متعلق تمام باتوں کو اور بالخصوص شبِ قدر کی فضیلت مدِ نظر رکھتے ہوئے جوابات تحریر کیے گئے۔ جو سوال کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ مثلاً:

- سورۃ القدر میں اس رات کا ذکر کیا گیا ہے جسے "لیلۃ القدر" کہتے ہیں۔
- روایات کے مطابق یہ رات رمضان کے آخری عشرے میں آتی ہے۔

- حدیث میں اس رات کو تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
- اسی رات قرآن مجید کا نزول ہوا۔
- اسی رات فرشتوں کی پیدائش ہوئی۔
- شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
- اسی رات فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو طلوع سحر تک رہتا ہے۔
- اس رات کی عبادت سے گزشتہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔

ایسے نکات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ شبِ قدر کی اہمیت اور فضیلت سے بخوبی واقف ہیں اور اس کی اہمیت اور فضیلت کو بھی بہتر انداز میں اُجاگر کیا۔

مثال:

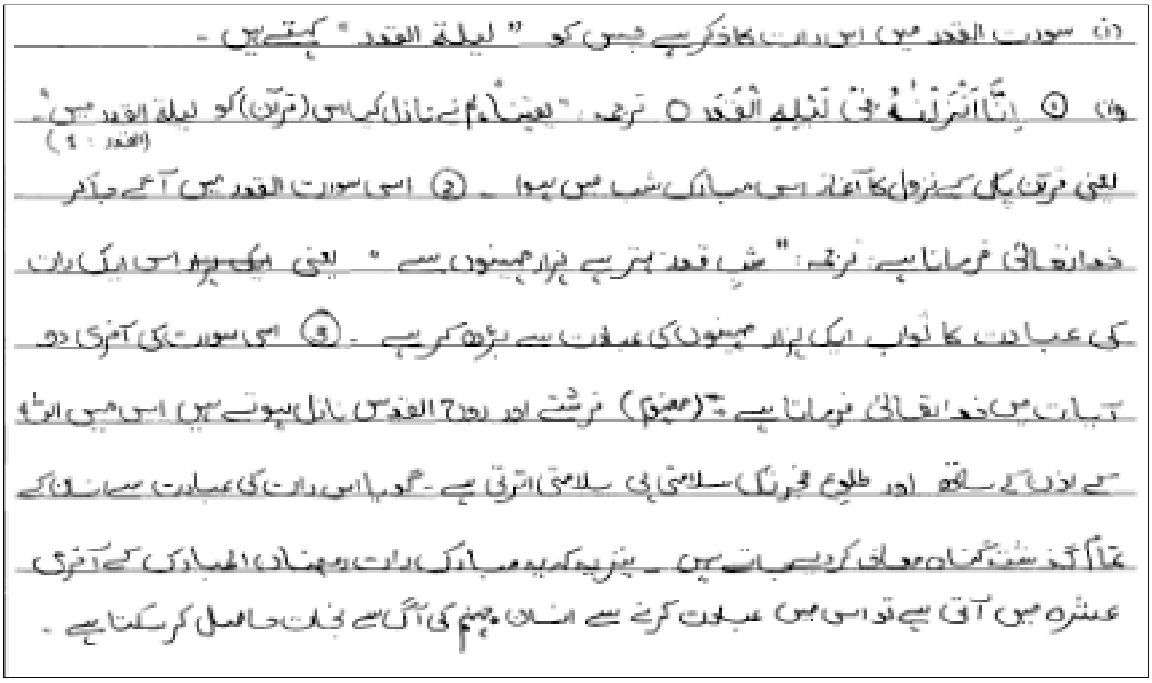

(۱) سورت القدر میں اس رات کا ذکر ہے جس کو " لیلۃ القدر " کہتے ہیں۔
(۲) إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ترجمہ: "یعنی ہم نے نازل کیا اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔"
(القدر : ۱)
یعنی قرآن پاک کے نزول کا آغاز اسی مبارک شب میں ہوا۔ (۲) اسی سورت القدر میں آگے جا کر
خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: "شبِ قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے" یعنی ایک بندہ اسی ایک رات
کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ (۳) اسی سورت کی آخری دو
آیات میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: "(مفہوم) فرشتے اور روح القدس نازل ہوتے ہیں اسی میں اللہ
کے اذن کے ساتھ اور طلوعِ فجر تک سلامتی ہی سلامتی اترتی ہے۔ گویا اس رات کی عبادت سے انسان کے
تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ نیز یہ کہ یہ مبارک رات رمضان المبارک کے آخری
عشرہ میں آتی ہے تو اسی میں عبادت کرنے سے انسان جہنم کی آگ سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی ہے جس نے سوال کو سمجھے بغیر جوابات لکھے ہیں۔ جواب کی جگہ کو محض پُر کیا گیا۔اس طرح کے نکات سے ظاہر ہوتا ہے طلبہ شبِ قدر کی اہمیت سے ناواقف ہیں اور انھوں نے اپنے طور سے صرف سوال حل کرنے کے لیے دی گئی جگہ کو پُر کرنے کے لیے غلط جوابات تحریر کیے۔

مثلاً:

- شب قدر کی عبادت سے دل کو سکون ملتا ہے۔
- گناہوں کی معافی ملتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ عبادت سے خوش ہوتا ہے۔
- اس رات ہمیں نورانی روشنی دکھائی دیتی ہے۔

مثال:

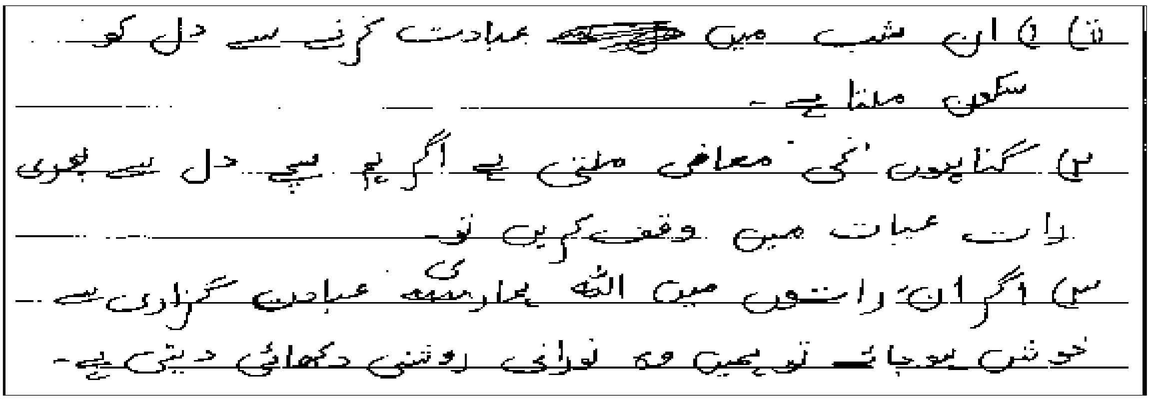

سوال نمبر4۔

عفوو درگزر سے کیا مراد ہے ؟ آج کے دور میں عفو و درگزر کی ضرورت کیوں ہے **تین** نکات میں واضح کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کثیر تعداد نے سوال کو بہتر طور پر سمجھ کر اس کا جواب تحریر کیا ہے ۔نصاب سے ہٹ کر اپنی عملی زندگی میں اس کا اطلاق ضروری سمجھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جوابات بہت بہتر اور عمدہ لکھے گئے ہیں۔ ایسے جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ نے اپنی زندگی میں اس کا مشاہدہ کیا اور جواب تحریر کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ عفوودرگزر سے انسانوں کے آپس کے تعلقات کو کس طرح تقویت حاصل ہوتی ہے۔کچھ طلبہ نے درج ذیل نکات تحریر کیے۔ مثلاً:

- عفو و درگزر کے لغوی معنی معاف کر دینا، بدلہ نہ لینا، کسی کی زیادتی کو بھول جانا۔
- اصطلاح شریعت میں عفو سے مراد کسی کی زیادتی و برائی پر انتقام کی قدرت و طاقت کے باوجود انتقام نہ لینا اور معاف کر دینا ہے۔

آج کے دور میں عفو و درگزر کی اہمیت:

- رنگ، نسل اور مذہب کی بنیاد پر قتل و غارت گری ہوتی ہے اس چیز کو ختم کیا جائے۔
- کمزور اور لاچاروں کے لیے رحم کا جذبہ رکھنا چاہیے اور ان کی غلطیوں کو درگزر کر کے انہیں سُدھارنا چاہیے۔
- ہم اپنی اولادوں اور نسلوں کو جو سب سے بڑا تحفہ دے سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ ہم انہیں سکھائیں کہ معاف کرنا کیا ہوتا ہے اس حالت میں بھی معاف کرنا سیکھیں جب دوسروں کے بدترین سلوک اور الجھن میں ڈال دینے والے حالات کا سامنا کرنا پڑے۔
- ہمارے نبی ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اپنے جانی دشمنوں کو بھی دل سے معاف کر دیا کرتے اور طاقت و قوت کے باوجود انتقامی کارروائی نہیں فرماتے۔ اگر یہی رویہ ہم بھی رکھیں تو معاشرے میں مثبت تبدیلیاں آئیں گی، دشمنیاں محبتوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔
- صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب ترین دین کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عفو و درگزر اور رواداری پر مشتمل خالص دین، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اسی لئے ایک سچے مومن کی زندگی اس کی زندگی عفو و درگزر اور رواداری جیسے اوصافِ حمیدہ پر قائم ہونی چاہیے۔ یہی رویہ اور یہی صفات اگر ہم آج کے دور میں رکھیں گے یعنی عفو و درگزر والا تو معاشرے میں استحکام پیدا ہو گا۔

ایسے جوابات اور بہترین نکات سامنے آنے سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ طلبہ عفو و درگزر کی اہمیت سے واقفیت رکھتے ہیں۔

مثال:

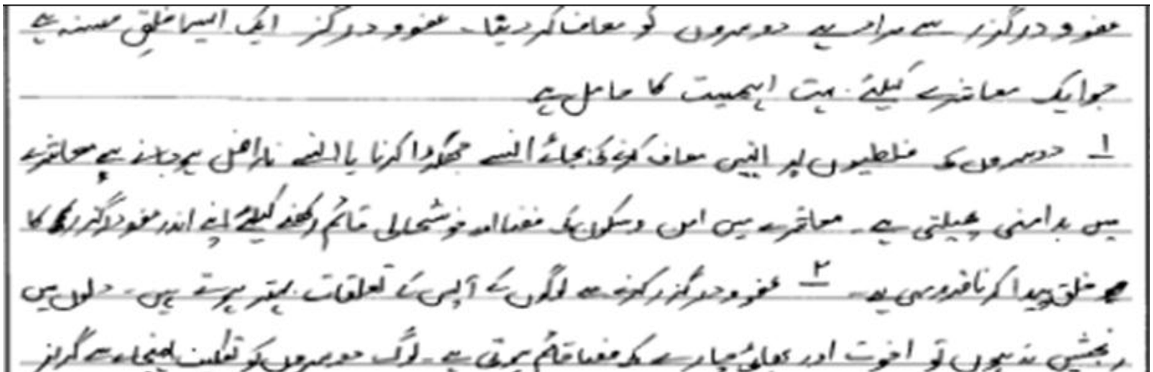
عفو و درگزر سے مراد ہے دوسروں کو معاف کر دینا۔ عفو و درگزر ایک ایسا خلقِ حسنہ ہے
جو ایک معاشرے کیلئے بہت اہمیت کا حامل ہے
۱۔ دوسروں کی غلطیوں پر انہیں معاف کرنے کی بجائے الٹے جھگڑا کرنا یا الٹے ناراض ہونا جس سے معاشرے
میں بدامنی پھیلتی ہے۔ معاشرے میں امن و سکون کی فضا اور خوشحالی قائم رکھنے کیلئے اپنے اندر عفو و درگزر کا
خلق پیدا کرنا ضروری ہے۔ ۲۔ عفو و درگزر کرنے سے لوگوں کے آپس کے تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔ دلوں میں
رنجشیں نہ ہوں تو اخوت اور بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے۔ لوگ دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے گریز
کرتے ہیں۔ ۳۔ عفو و درگزر قائم کرنے میں اصلاحی پہلو بھی ہے۔ کسی کو معاف کرنے سے معاف کرنے والے کی بڑائی ظاہر ہوتی
ہے اور خطا کار کو شرمندگی محسوس ہوتی ہے جسکے نتیجے میں وہ پھر غلطی کرنے سے باز رہتا ہے۔ اس طرح معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی بہت کم تعداد نے اس سوال کا جواب نہیں لکھا۔اور چند طلبہ نے جواب لکھنے کی کوشش کی لیکن سوال سے متعلق درست جواب نہیں دے سکے۔ لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ اس سے متعلق ان کی معلومات ناقص ہیں۔مثلاً لکھا گیا کہ

- اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے حقوق رکھنا۔
- بچوں کے ساتھ معاملہ رکھنے سے عزّت ملتی ہے۔
- ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے کیوں کہ یہ آخری وقت تک ساتھ دیتا ہے۔وغیرہ

مثال:

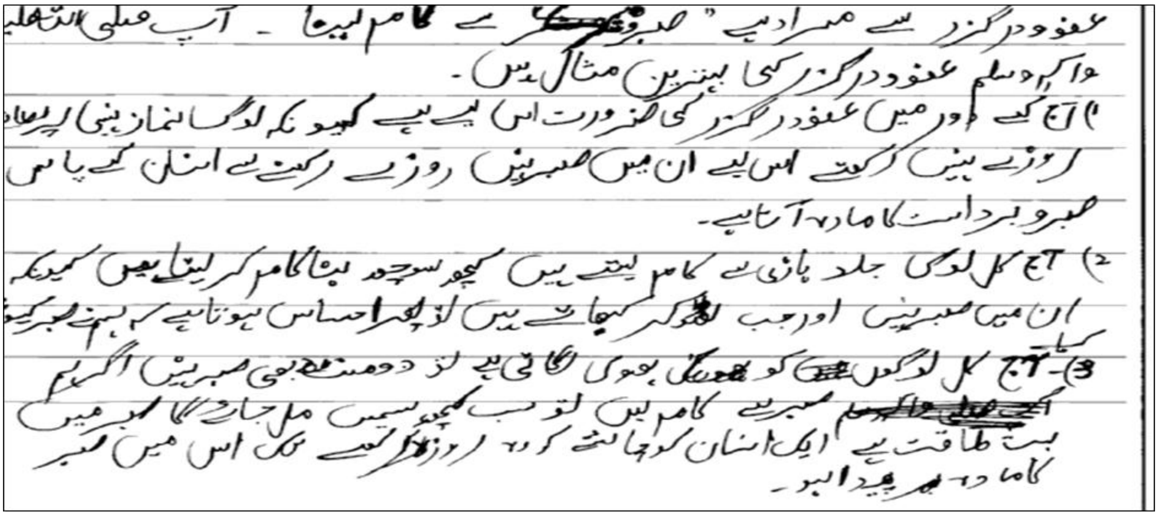
عفو و درگزر سے مراد ہے "[illegible]" کا معاف کر دینا۔ آپ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم عفو و درگزر کی بہترین مثال ہیں۔
1) آج کے دور میں عفو و درگزر کی ضرورت اس لیے ہے کیونکہ لوگ نماز نہیں پڑھتے
روزے نہیں رکھتے اس لیے ان میں صبر نہیں روزے رکھنے سے انسان کے پاس
صبر و برداشت کا مادہ آتا ہے۔
2) آج کل لوگ جلد بازی سے کام لیتے ہیں کچھ سوچے بنا کام کر لیتے ہیں کیونکہ
ان میں صبر نہیں اور جب [illegible] کر کچھ جاتے ہیں تو پھر احساس ہوتا ہے کہ ہم نے صبر کیوں نہیں
کیا۔
3) آج کل لوگوں کو [illegible] بھی لگاتی ہے تو دوسرے میں بھی صبر نہیں اگر ہم
[illegible] صبر سے کام لیں تو سب کچھ ہمیں مل جائے گا صبر میں
بہت طاقت ہے ایک انسان کو چاہئے کہ وہ روزہ رکھے تاکہ اس میں صبر
کا مادہ پیدا ہو۔

سوال نمبر 5۔

فنِ خطاطی کی ترویج میں صادقین کی خدمات **تین** نکات میں تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے اس سوال کو بخوبی سمجھا اور فنِ خطاطی کو سمجھ کر اور اس میں صادقین کی خدمات سے متعلق اپنی معلومات کو استعمال کرتے ہوئے جواب تحریر کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ طلبہ نے SLOs کو سامنے رکھتے ہوئے امتحان کی تیاری کی ہے۔اور سوال سے متعلق درست نکات تحریر کیے ہیں۔مثلاً

- صادقین نے خطاطی کے فن کو آگے بڑھایا۔
- قرآنی آیات، احادیث اور شعراء کے کلام کو بہتر اور خوبصورت انداز میں دیواروں، گنبد اور میناروں پر تحریر کیا اور فن خطاطی کو عام کیا۔
- انہوں نے غالب اور فیض کے کلام کی بھی خوبصورت انداز میں خطاطی کی۔

- صادقین کی خطاطی اور مصوری کے نمونے "فیصل مسجد" "فریئر ہال کراچی" "نیشنل میوزیم کراچی" " صادقین آرٹ گیلری" اور دنیا کے مختلف عجائب خانوں میں موجود ہیں۔
- ان کی خطاطی میں خاص کر " (مجمع البحرین) سورۃ رحمٰن" پاکستانی قوم اپنا سرمایہ افتخار سمجھتی ہے۔
- صادقین کو کئی ملکی اور غیر ملکی اعزازات سے نوازا گیا۔
- صرف ۳۱ برس کی عمر میں صادقین کو فرانس کے اعلیٰ سول ایوارڈ سے نوازا گیا۔

ایسے نکات لکھے گئے جن سے طلبا کی 'صادقین' سے متعلق معلومات کا احاطہ ہوتا ہے۔

مثال:

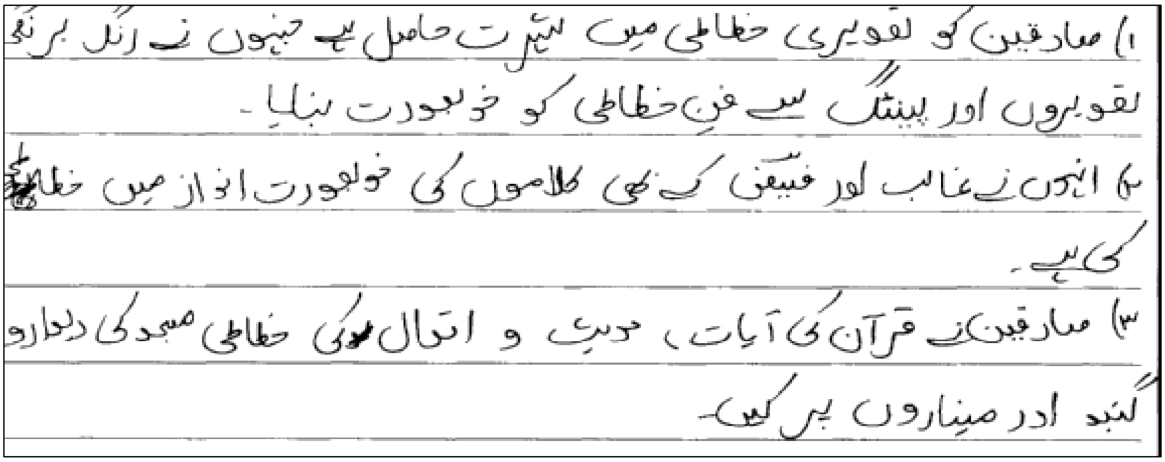
۱) صادقین کو تصویری خطاطی میں شہرت حاصل ہے جنہوں نے رنگ برنگی تصویروں اور پینٹنگ سے فنِ خطاطی کو خوبصورت بنایا۔
۲) انہوں نے غالب اور فیض کے بھی کلاموں کی خوبصورت انداز میں خطاطی کی ہے۔
۳) صادقین نے قرآن کی آیات، حدیث و اقوال کی خطاطی مسجد کی دیوارو گنبد اور میناروں پر کی۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اسلامیات کے پرچے کا یہ سوال اگرچہ آسان تھا مگر پھر بھی طلبہ کی قلیل تعداد اس سوال کا درست جواب نہیں دے سکی۔ جو اس بات کی غمّازی کرتا ہے کہ SLOs کو مدِّ نظر رکھ کر تیّاری نہیں کی گئی۔ لہٰذا چند طلبہ کے جوابات ناقص معلومات پر مشتمل تھے۔ مثلاً فنِ خطاطی کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

- اسلام کی یاد دلانے کے لیے آیات کی خطاطی کی جاتی ہے۔
- کسی شاعر سے متاثر ہو کر ان کی شاعری کی خطاطی کی۔
- صادقین نے خطاطی میں سادہ اور اچھے رنگ استعمال کیے جو اس بات کی تصدیق ہے کہ اسلام امن و سکون کا مذہب ہے۔

مثال:

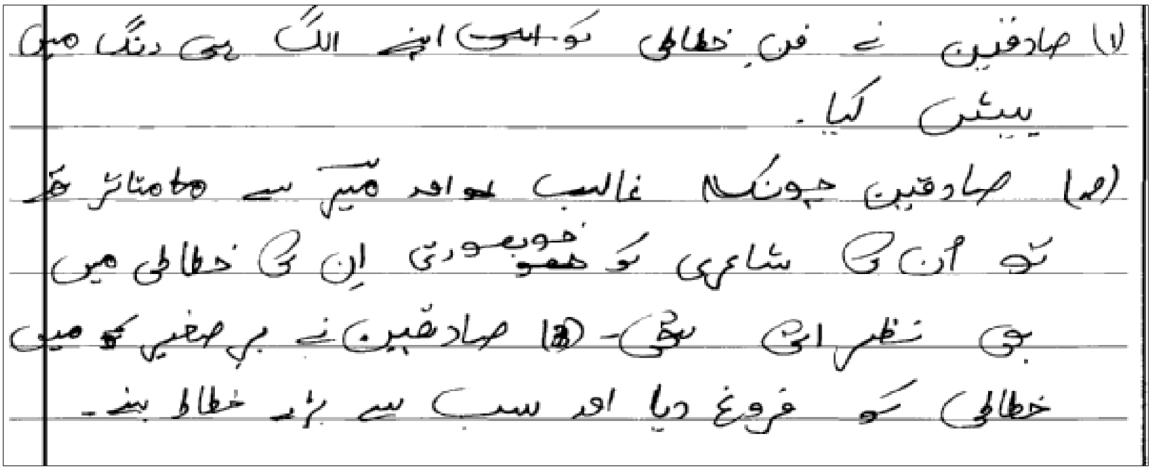
(۱) صادقین نے فنِ خطاطی کو اپنے الگ ہی رنگ میں
پیش کیا۔
(۲) صادقین چونکہ غالب اور میر سے متاثر تھے
تو اُن کی شاعری کو خوبصورتی اِن کی خطاطی میں
بھی نظر آتی ہے۔ (۳) صادقین نے برِصغیر میں
خطاطی کو فروغ دیا اور سب سے بڑے خطاط بنے۔

سوال نمبر 6 کے دو حصے تھے حصہ 'الف' 'رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ' سے **متعلق** جبکہ حصہ 'ب' 'ایفائے عہد' سے **متعلق** تھا۔ طلبہ کی کثیر تعداد نے حصہ 'الف' یعنی رسول اللہ ﷺ کی 'سیرت طیبہ' سے **متعلق** سوال کی وضاحت کی۔

سوال نمبر 6 (الف)۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے کیوں لازمی ہے؟ اپنے جواب کی حمایت میں **سات** دلائل پیش کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اکثر طلبہ نے بڑی فصاحت سے سوال کے متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہترین جواب تحریر کیے اور دورِ حاضر میں اس کی اہمیت پر مختلف طلبہ نے اس طرح کے نکات تحریر کیے۔

- رسول اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ ہر مرض کی دوا، ہر مسئلے کا حل اور ہر چیلنج کا جواب ہے۔
- سیرتِ رسول پر عمل کرنے سے انسان گناہوں اور برائیوں سے بچتا ہے۔
- سیرت طیبہ پر عمل کر کے انسان میں "خود داری آجاتی ہے" کیونکہ وہ جانتا ہے کہ عزت و ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ اللہ پر پختہ یقین رکھتا ہے جس کی وجہ سے اس میں خود داری آجاتی ہے۔
- سیرت طیبہ پر عمل کر کے بہادری، سچائی اور صبر جیسی صفات حمیدہ پیدا ہو جاتی ہیں۔ انسان اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا، ہمیشہ سچ بولتا ہے اور مشکلات میں صبر و شکر کرتا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے اپنے ۱۳ سالہ مکی دور میں جس طرح کے مصائب میں صبر کیا اگر آج ہم بھی اُسی طرح صبر کریں تو نتیجہ وہی ہو گا جو رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "مدنی دور" میں ملا۔

- اگر تمام لوگ اس پر عمل کرنے لگیں تو ایک دوسرے سے اچھے تعلقات استوار رہیں گے اور زندگی کی دوسری مشکلات کو آسانی سے برداشت کر کے ان کا حل نکال سکیں گے۔
- تعلقات: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پہنچ کر حالات کے پیش نظر یہودیوں سے ایک معاہدہ کیا جسے تاریخ میں "میثاق مدینہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، آج بھی رسول اللہ کے اس عمل کو اپنا کر غیر مسلم ممالک سے تعلقات استوار قائم رکھ سکتے ہیں۔
- ایثار: آپ ﷺ نے "ایثار" کا درس دیا جس پر صحابہ نے عمل کیا اس کی مثال "مواخات" ہے۔ انصار نے جس طرح مہاجرین کی مدد کی وہ تاریخ میں ایک باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی ایثار کا جذبہ اگر ہم آج رکھیں تو ہمیں کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہ پڑے۔
- دعوت و تبلیغ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "دین میں کوئی جبر نہیں" رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے لوگوں کو دعوت و تبلیغ کی، کسی پر اسلام لانے کی کوئی زبردستی نہیں تھی۔ آج کے دور میں اگر ہم اسی طریقے پر دعوت و تبلیغ کریں تو معاشرے میں اس کے مثبت نتائج مرتب ہوں گے۔

مثال:

رسول اللہ ؐ کی سیرت طیبہ پر عمل کرنا ہر مسلمان پر اس لیے لازم ہے
i) خودداری : رسول ؐ کی سیرت طیبہ پر عمل کرکے انسان یہ جان جاتا ہے کہ
عزت اور زلت دینے والا اللہ ہے اور وہ اللہ پر پختہ یقین کرتا ہے۔
ii) عفوودرگزر : انسان نرم دل ہوجاتا ہے اور ہر انسان کو معاف کرتا ہے
اور اللہ اس شخص کو معاف کردیتا ہے۔
iii) بہادری : انسان کو اس چیز کی خبر ہوجاتی ہے کہ اللہ کے سوا
اور کوئی مدد کرنے والا نہیں تو اب انسان صرف اللہ سے مانگتا ہے۔ اور اللہ پر پختہ ایمان رکھتا ہے
iv) اتحاد : سیرت طیبہ پر عمل کرکے مسلمانوں میں آپس میں بھائی
چارا بڑھتا ہے۔ اسی لیے ہمیں چاہیے کہ ہم سیرت طیبہ پر عمل کریں۔
v) صبروتحمل : انسان اللہ پر پختہ ایمان رکھتا ہے اور صبر کرتا ہے
اور یہ سمجھ جاتا ہے کہ صبر کرنے کے کتنے فوائد ہیں۔
vi) ایثار : انسان اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرتا ہے
اور اللہ کے بندوں کو دل کھول کر دیتا ہے۔
vii) سچائی : انسان اللہ کے ڈر سے سچ بولتا ہے اور جھوٹ بولنے سے
پرہیز کرتا ہے اور اس امت کو چاہیے کہ وہ سیرت طیبہ پر عمل کرکے
جنت کی تیاری کریں نہ کہ گناہ کمائے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی قلیل تعداد نے غیر واضح جواب تحریر کیا اور 'سیرتِ رسول ﷺ' کے بارے میں کوئی جملہ تحریر نہیں کیا لکھا کہ

- دورِ حاضر میں یہ فائدہ ہو سکتا ہے کہ برائیوں سے بچ کر دوسروں کے کام آتا ہے۔
- بیوی کو چاہیے کہ شوہر کی بات مانے اور اس کی عزت کرے۔
- سیرت پر عمل کرنا ہم سب کا فرض ہے۔
- قرآن میں اکثر مقامات پر فرمایا کہ ایمان والے اللہ اور اس کے آخری رسول پر یقین رکھتے ہیں۔
- ہمیں قرآن و حدیث کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔

ایسے غیر متعلقہ جوابات ناقص جوابات کے زُمرے میں آتے ہیں۔

مثال:

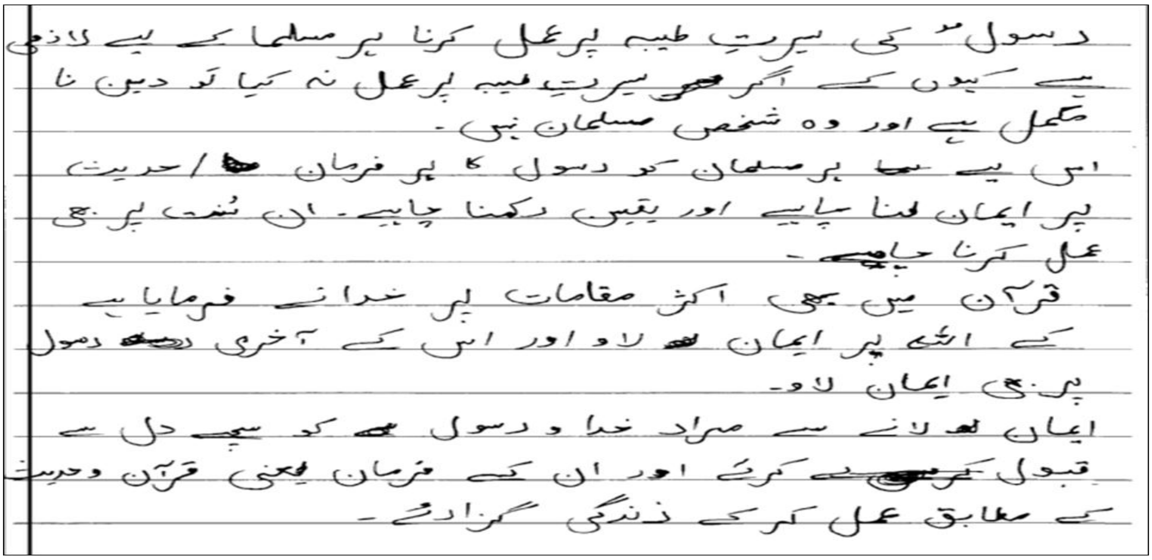

رسول ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے لازمی ہے کیوں کہ اگر سیرتِ طیبہ پر عمل نہ کیا تو دین نا مکمل ہے اور وہ شخص مسلمان نہیں۔
اس لیے ہر مسلمان کو رسول ﷺ کا ہر فرمان / حدیث پر ایمان لانا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے۔ ان سنت پر بھی عمل کرنا چاہیے۔
قرآن میں بھی اکثر مقامات پر خدا نے فرمایا ہے کے اللہ پر ایمان لاو اور اس کے آخری رسول پر بھی ایمان لاو۔
ایمان لانے سے مراد خدا و رسول کو سچے دل سے قبول کرنے کرے اور ان کے فرمان یعنی قرآن و حدیث کے مطابق عمل کر کے زندگی گزارے۔

سوال نمبر 6(ب)۔
ایفائے عہد کے معنی بیان کرتے ہوئے دو نکات میں اس کی اہمیت حدیث کی روشنی میں بیان کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے سوال کو سمجھ کر بہتر انداز میں اچھے نکات کے ساتھ جواب تحریر کیا۔ جس سے یہ بات وضح طور پر سامنے آتی ہے کہ لفظ ایفائے عہد اور اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ مثلاً طلبہ نے لکھا کہ:

- ایفائے عہد سے مراد وعدہ یا قول کو پورا کرنا۔ یہ اخلاق کی بلند ترین صفات ہے۔
- ارشاد باری تعالیٰ ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ" (المائدہ:۱)، اے ایمان والوں اپنے عقود (قول و اقرار، وعدوں) کو پورا کرو۔
- ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اپنے عہد کو پورا کرو اسلئے قیامت کے دن عہد سے متعلق سوال ہو گا۔

- حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس کا دین نہیں جس میں عہد کی پابندی نہیں۔"
- آپ ﷺ خود معاہدوں کی پاسداری کیا کرتے تھے، جیسے صلح حدیبیہ کی شرائط کی پاسداری کی ابوالجندلؓ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں مدینہ سے مکہ واپس بھیج دیا۔
- آپ ﷺ نے عہد شکنی کو منافقین کی صفت قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: چار خصلتیں جس شخص کے اندر ہوں وہ پکا منافق ہے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب معاہدہ کرے تو دھوکہ دے اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے، اور جب کسی میں مندرجہ بالا خصلتوں میں سے کوئی خصلت ہو تو اس میں ایک نشانی نفاق کی ہے۔

مثال :

ایفائے عہد کے معنی ہیں وعدے کی پاسداری کرنا یعنی جو معاہدہ یا وعدہ کسی سے کیا ہے اس پر پورا اترنا اور اس کو توڑ کر کسی کے بھروسے کو ٹھیس نہیں پہنچانا۔ قرآن و سنت میں اسکی بے حد اہمیت بیان کی گئی ہے ایک حدیث کے مطابق "منافق کی تین نشانیاں ہیں ایک یہ کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب امین ٹھہرایا جائے تو خیانت کرے اور وعدہ کر کے خلاف کرے" یعنی کہ جو شخص وعدہ خلافی کرتا ہے وہ منافق بن جاتا ہے ایسا شخص جس کو اللہ لعنت ملامت کرتا ہے۔ اسکے علاوہ خود اللہ تعالیٰ آخرت کے روز ایفائے عہد کے مطابق پرسش یعنی پوچھ گچھ کریں گے لہٰذا وعدہ خلافی کو اسلام میں سخت گناہ قرار دیا ہے اور ایفائے عہد کو حسنِ اخلاق کہا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسکی بے حد اہمیت ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ آپ ﷺ کی سنت بھی ہے لہٰذا ہر مسلمان پر وعدے کی پاسداری لازمی ہے۔ چونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے ہر پہلو میں ہدایت دیتا ہے لہٰذا ایفائے عہد سے جو اثرات زندگی میں مرتب ہوتے ہیں وہ ہیں (1) انسان پر لوگ یقین کرتے ہیں معاشرے میں لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے بمقابلہ اس شخص کے جو وعدہ خلافی کرتا ہے اس کو ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح سے لوگ ایفائے عہد کرنے والے کو قابلِ بھروسہ مانتے ہیں۔ (2) ایسے شخص کے اندر احساسِ ذمہ داری ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ چاک و چوبند رہتا ہے کہ کسی طرح بھی وہ اپنے کئے ہوئے وعدے سے پھر نہ جائے۔ ایسا شخص کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیتا۔ اور جان لیتا ہے کہ یہ منافقین کی نشانی ہے (3) قربتِ الٰہی پا لیتا ہے ایسا شخص۔ اس کے علاوہ دیانت داری پیدا ہوتی ہے ایسے شخص میں وہ سچائی کا قائل ہو جاتا ہے اور رذائلِ اخلاق سے نفرت کرتا ہے۔ لوگوں کے جذبات کا احساس ہو جاتا ہے۔

ناقص جوابات کی صورت میں جو مثالیں سامنے آئیں ان میں:

طلبہ کی قلیل تعداد نے اس سوال کا درست جواب تحریر نہیں کیا اور جواب کے لیے دی گئی جگہ کو پُر کرنے کے لیے غیر متعلقہ باتیں تحریر کر دیں۔ مثلاً:

- آپ ﷺ وسلم خاتم النبیین ہیں۔
- ایفائے عہد سے مراد حقوق کی پاسداری۔
- اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔
- ایفائے عہد سے مراد اپنے آپ کو دنیا اور آخرت میں منوانا۔
- آپ ﷺ کی ذات مبارک کہ ہمارے لئے اسوۃ ہے۔
- ایفائے عہد سے ہمارے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔

مثال:

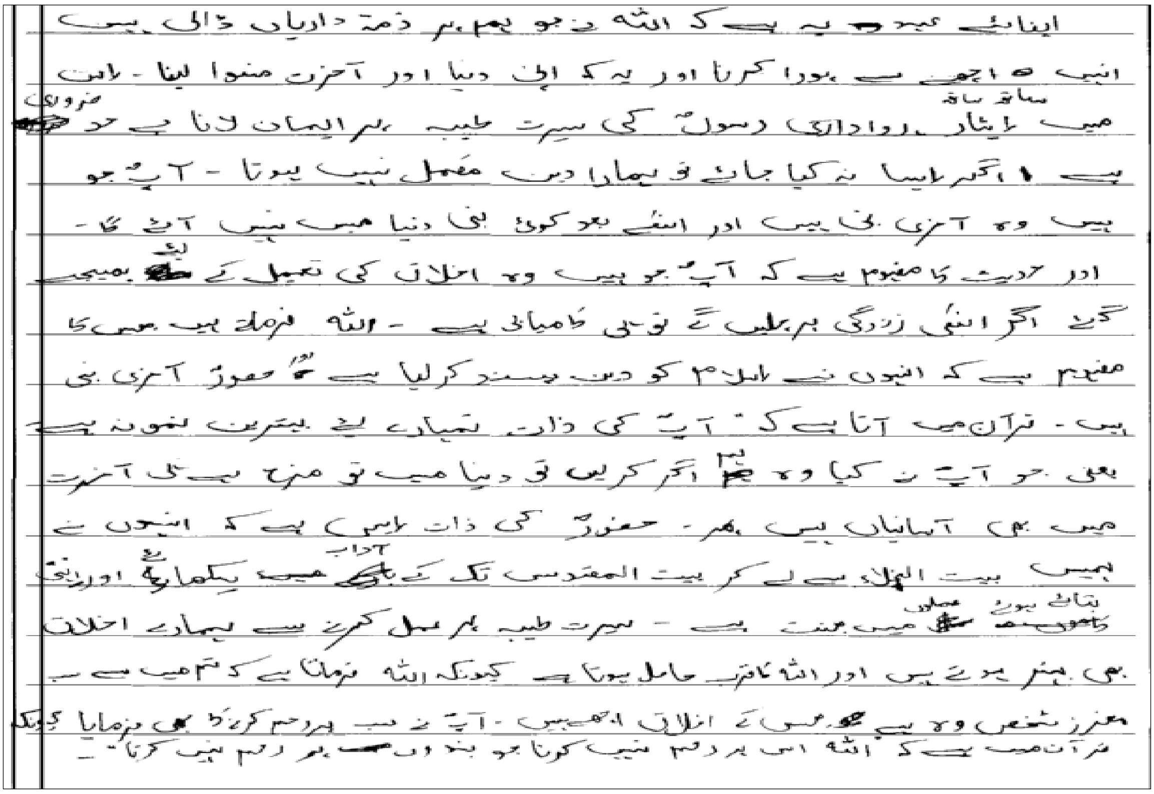
ایفائے عہد یہ ہے کہ اللہ نے جو ہم پر ذمہ داریاں ڈالی ہیں
انہیں اچھی سے پورا کرنا اور یہ کہ اپنی دنیا اور آخرت منوا لینا۔ اس
میں ایثار، رواداری رسولؐ کی سیرت طیبہ پر ایمان لانا بے حد ضروری
ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ہمارا دین مکمل نہیں ہوتا۔ آپؐ جو
ہیں وہ آخری نبی ہیں اور انکے بعد کوئی نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔
اور حدیث کا مفہوم ہے کہ آپؐ جو ہیں وہ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجے
گئے اگر انکی زندگی پر چلیں گے تو ہی کامیابی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں جس کا
مفہوم ہے کہ انہوں نے اسلام کو دین پسند کرلیا ہے حضورؐ آخری نبی
ہیں۔ قرآن میں آتا ہے کہ آپؐ کی ذات تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے
یعنی جو آپؐ نے کیا وہ ہم اگر کریں تو دنیا میں تو مزے ہے ہی آخرت
میں بھی آسانیاں ہیں پھر۔ حضورؐ کی ذات ایسی ہے کہ انہوں نے
ہمیں بیت اللہ سے لے کر بیت المقدس تک کے آداب میں یکمارگی اور زندگی
[illegible] میں جنت ہے۔ سیرت طیبہ پر عمل کرنے سے ہمارے اخلاق
بھی بہتر ہوتے ہیں اور اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ تم میں سے سب
معزز شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ آپؐ نے سب پر رحم کرنے کا بھی فرمایا کیونکہ
قرآن میں ہے کہ اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو بندوں پر رحم نہیں کرتا۔

<u>ختم شد</u>